5

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک حوالہ کی تشریح اور تبلیغی اشتہارات کے متعلق اعلان

(فرمودہ ۳۰- جنوری ۱۹۳۱ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں رمضان کے متعلق بعض باتیں بیان کی تھیں اسی سلسلہ میں آج بھی ایک حوالہ کے متعلق جو الفضل کے تازہ پرچہ (۳۰- جنوری ۱۹۳۱ء صفحہ اول) میں شائع ہوا ہے ابتداءً کچھ کہنا چاہتا ہوں- اس کے بعد ایک اور مضمون کی طرف توجہ دلاؤں گا- اسلامی مسائل کی بنیاد تفقّہ پر ہے ان کے اندر باریک حکمتیں ہوتی ہیں اور جب تک ان کو نہ سمجھا جائے انسان دھوکا کھا کر بعض دفعہ گمراہی کی طرف نکل جاتا ہے- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ کسی مجلس میں بیان فرمایا کہ انسان اگر تقویٰ سے کام لے تو چاہے سَو شادیاں کر لے- یہ بات سلسلہ کے اخباروں میں سے ایک میں شائع ہوئی جس پر یہ چرچا شروع ہو گیا کہ معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب یہی ہے کہ چار کی حد نہیں شادیاں کوئی جتنی چاہے کر لے- حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے اس بحث اور جھگڑے کو جو باہر ہوتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچایا اور پوچھا کہ اس سے آپ کا کیا مطلب تھا- آپ نے فرمایا میرا مطلب یہ تھا کہ اگر ایک بیوی مرجائے یا کسی وجہ سے طلاق دی جائے تو انسان اسکی بجائے اور شادی کر سکتا ہے اسی طرح خواہ سَو شادیاں کر لے اس سے آپ نے اس خیال کی تردید فرمائی جو بعض مذاہب نے پیش کیا ہے کہ عمر بھر دوسری شادی نہ کرنی چاہئے- اب

اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول تشریح کے بغیر رہ جاتا تو کچھ عرصہ کے بعد یہی سمجھا جاتا کہ آپ کا مذہب یہی تھا کہ جتنی شادیاں چاہو کرسکتے ہو صرف تقویٰ کی شرط ہے۔ اسی بارہ میں مجھے یاد آیا حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا اعتقاد ایک عرصہ تک یہی تھا کہ چار سے زیادہ شادیاں جائز ہیں۔ ان دنوں چونکہ چھوٹی جماعت تھی اور دوست اکثر باہم ملتے تھے ایسے مسائل پر بڑی لمبی بحثیں ہوتی رہتی تھیں۔ انہیں دنوں ایک زمانہ میں یہ مسئلہ بھی زیر بحث آیا حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا چار بیویوں کی حد بندی شریعت سے ثابت نہیں اور ابو داؤد کی ایک روایت بھی پیش کی جس میں لکھا تھا کہ حضرت امام حسنؓ کے اٹھارہ یا انیس نکاح ہوئے۔ اسی مجلس میں کسی نے یہ بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عقیدہ نہیں۔ اس پر حضرت خلیفہ اول نے یہ خیال کیا ممکن ہے آپ کے پاس یہ معاملہ پوری طرح پیش نہ کیا گیا ہو اس لئے کسی سے کہا یہ کتاب لے جاؤ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ حوالہ دکھاآؤ۔ کتاب لانے والا رستہ میں مجھے بھی ملا وہ بغل میں کتاب دبائے نہایت شوق سے جارہا تھا۔ میں نے دریافت کیا کیا بات ہے۔ اس نے بتایا حضرت مولوی صاحب نے یہ حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھانے کے لئے بھیجا ہے۔ میں بھی جواب کے شوق میں اس کی واپسی کا منتظر رہا۔ وہ تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا۔ میں نے دیکھا جاتے وقت تو وہ بہت خوش خوش گیا تھا مگر واپس آتے وقت سر جھکائے آرہا تھا۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے تو اس نے بتایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مولوی صاحب سے جاکر پوچھو کہاں لکھا ہے کہ یہ ساری بیویاں ایک ہی وقت میں تھیں اور بات بھی یہی ہے۔ ایک تاریخ نویس تو جب لکھے گا یہی لکھے گا کہ فلاں شخص نے اتنے نکاح کئے۔ آگے سوچنے سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ سب ایک ہی وقت میں کئے یا بعض ان میں سے پہلی بیویوں کی وفات پر کئے۔ پس تفقّہ کے ساتھ مسائل کی شکل بدل جاتی ہے۔ آج جو الفضل کا پرچہ شائع ہوا ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ درج ہوا ہے۔ جس کے متعلق مجھے خطرہ ہے کہ اسے صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے کسی کو ٹھوکر نہ لگے اور وہ یہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔"

عین ممکن ہے بعض لوگ اس سے یہ بات نکال لیں کہ سفر اور بیماری میں جب تک موت کی حالت نہ ہو جائے روزہ نہیں چھوڑنا چاہئے اور اس سے یہ دھوکا لگ سکتا ہے کہ روزہ کے متعلق سفر اور بیماری کے احکام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ حالانکہ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہونے والے یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان باتوں میں آپ بڑا زور دیا کرتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے۔ غالباً مرزا یعقوب بیگ صاحب جو آج کل غیر مبائع ہیں اور ان کے لیڈروں میں سے ہیں ایک دفعہ باہر سے آئے عصر کا وقت تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زور دیا کہ روزہ کھول دیں اور فرمایا سفر میں روزہ جائز نہیں

اسی طرح ایک دفعہ بیماریوں کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ رخصتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ دین سختی نہیں بلکہ آسانی سکھاتا ہے۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ بیمار اور مسافر اگر روزہ رکھ سکے تو رکھ لے ہم اسے درست نہیں سمجھتے۔ اسی سلسلہ میں حضرت خلیفہ اول نے محی الدین ابن عربی کا قول بیان کیا کہ سفر اور بیماری میں روزہ رکھنا آپ جائز نہیں سمجھتے تھے اور ان کے نزدیک ایسی حالت میں رکھا ہوا روزہ دوبارہ رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سن کر فرمایا۔ ہاں ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔ پس الفضل میں مندرجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالہ کا یہ مطلب نہیں کہ بیماری اور سفر میں جب تک موت کے قریب انسان نہ پہنچ جائے روزہ نہ چھوڑے۔ بلکہ یہ الفاظ بڑھاپے اور عام ضعف کے متعلق ہیں یعنی جب انسان بیمار نہیں بلکہ مثل بیمار ہوتا ہے۔

تفقہ کے ذریعے پہلے مسلمانوں نے اور خود رسول کریم ﷺ نے بھی بعض امور کا فیصلہ کیا ہے۔ قرآن کریم میں صرف بیمار یا مسافر کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ مگر رسول کریم ﷺ نے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو بھی اس رخصت سے فائدہ اٹھانے کا حق دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ تفقہ سے آپ نے ان کو بھی بیمار کی حد میں داخل کر دیا اور اس طرح جو شخص بمنزلہ بیمار کے ہو اسے بھی اجازت دے دی اور اس کے ماتحت یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسان جب بوڑھا ہو جائے یا کمزور ہو تو اس وقت بھی وہ بیمار ہی سمجھا جائے گا۔ لیکن بیماری کی بنیاد تو ظاہر حالت پر ہوتی ہے مگر بڑھاپا اجتہاد سے تعلق رکھتا ہے۔ بعض حالات میں بڑھاپا اور کمزوری نظر نہیں آتی۔ کئی لوگوں کو دیکھا ہے وہ ۳۰، ۳۵ سال کی عمر میں ہی یہ رٹ لگانے لگ جاتے ہیں کہ اب تو ہم

بوڑھے ہو گئے اور کئی ۶۰‘ ۷۰ سال کی عمر میں بھی یہ کہتے ہیں ابھی ہماری عمر ہی کیا ہے۔ ابھی ہم کون سے بوڑھے ہو گئے ہیں۔ یعنی کئی تو اتنی بڑی عمر تک پہنچ کر بھی اپنے آپ کو بوڑھا نہیں سمجھتے اور کئی چھوٹی عمر میں ہی بوڑھا خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ خصوصاً عورتوں میں تو یہ عام مرض ہے کہ تیس برس کے قریب پہنچ کر ہی وہ اس طرح ذکر کرنے لگ جاتی ہیں گویا دو سو سال کی بوڑھی ہیں۔ جب کوئی بات ہو کہیں گی اب ہماری کوئی عمر ہے۔ وہ دن گئے جب ہماری عمر تھی۔ حالانکہ ہندوستانی عورتوں پر تو وہ دن کبھی آتے ہی نہیں۔ وہ چونکہ اپنی صحت کا خیال نہیں رکھتیں۔ ورزش یا سیر وغیرہ نہیں کرتیں۔ اس لئے ان پر وہ دن کبھی آتے ہی نہیں جب وہ اپنے آپ کو جوان کہہ سکیں۔ یا تو ان پر وہ دن ہوتے ہیں جب وہ کہتی ہیں ابھی ہم جوان نہیں ہوئیں۔ یا پھر فوراً ہی بڑھاپا شروع ہو جاتا ہے۔ تو بعض لوگ ۳۵‘ ۴۰ سال کی عمر میں اپنے آپ کو بوڑھا سمجھنے لگ جاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں روزہ رکھنے سے ضعف ہو جاتا ہے۔ میں نے اس پر ایک بار خطبہ بھی پڑھا تھا کہ ضعف کوئی بیماری نہیں روزہ تو ہے ہی اس لئے کہ ضعف ہو۔ یہ تو بتاتا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے والے ان غریبوں کی حالت کا اندازہ کریں جن کی قریباً ہر وقت ایسی حالت رہتی ہے۔ اگر تو شریعت کہتی کہ روزہ کا منشاء یہ کہ انسان موٹا تازہ اور طاقتور ہو جائے۔ تو بے شک کہا جا سکتا تھا کہ ہمیں چونکہ روزے سے ضعف ہو جاتا ہے اس لئے روزہ نہیں رکھ سکتے۔ مگر جب اس سے غرض ہی یہ ہے کہ جفاکشی اور ہمدردی کی عادت ڈالی جائے اور انسان خدا تعالیٰ کی صفات اپنے اندر داخل کرے تو پھر کمزوری اور ضعف کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔

پس یہ ضعف والا معاملہ نازک ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ بالا الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ ضعف بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے جو روزہ چھوڑا جائے وہ اس وقت تک نہ چھوڑا جائے جب تک سخت معذوری نہ ہو۔ لیکن بیمار اور مسافر کے لئے یہ شرط نہیں ایک مسافر خواہ کتنا ہی ہٹا کٹا کیوں نہ ہو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اسی طرح وہ شخص جسے ڈاکٹر کہتا ہے کہ بیمار ہے اگر روزہ رکھے گا تو اس کا روزہ نہیں ہو گا وہ صرف بھوکا رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حوالہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ حالت جس میں انسان بمنزلہ بیمار کے ہو اس میں بہت احتیاط سے کام لے۔ جو شخص بیمار یا مسافر ہو وہ تو خدا تعالیٰ سے کہے گا میں نے آپ کا حکم مانا اور روزہ نہ رکھا۔ لیکن جو بیمار سے مشابہ ہے وہ یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے قیاس کیا میں بیمار ہوں اس لئے میں نے روزہ نہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ثبوت لاؤ تمہارا قیاس ٹھیک

تھا بیمار اور مسافر سے تو کوئی ثبوت نہیں مانگا جائے گا۔ مگر مشابہت کے لئے ثبوت کی ضرورت ہے اس لئے ایسے معاملہ میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء یہ ہے کہ انسان ایسے معاملے میں جلد بازی سے کام نہ لے بلکہ احتیاط کرے تا ایسا نہ ہو کہ اسے اجتہاد میں غلطی لگ جائے۔ پس یہ الفاظ ان امور کے متعلق ہیں جن میں انسان اجتہاد کرکے روزہ چھوڑتا ہے۔ اسی طرح امتحان دینے والے طلباء ہیں وہ بھی اجتہاد سے کام لے کر ہی چھوڑ سکتے ہیں اس لئے ان کو ایسا فیصلہ کرتے وقت اچھی طرح سوچ سمجھ لینا چاہئے کہ کیا واقعی روزہ رکھنے سے ہم نقصان میں مبتلاء ہو جائیں گے۔ اگر اس کے آثار ظاہر ہوں تو بے شک چھوڑ دیں لیکن اگر اس کا کوئی امکان نہ ہو تو وہ اپنے کو بمنزلہ بیمار قرار نہ دیں پس یہ حکم صرف اجتہاد کے متعلق ہے بیمار اور مسافر کے متعلق نہیں۔

اس کے بعد میں دوسرے امر کو لیتا ہوں جس کے متعلق میں نے ایک گذشتہ خطبہ میں اشارہ بھی کیا تھا اور سالانہ جلسہ کی تقریر میں بھی اس کا ذکر کیا تھا۔ میں نے بیان کیا تھا کہ پچھلے سال تبلیغی اشتہارات تقسیم کرنے کا فیصلہ جو میں نے کیا تھا۔ ارادہ ہے اسے اس سال جاری کر دیا جائے۔ اشتہارات تبلیغ کا ایک بہت عمدہ ذریعہ ہیں۔ وہ بہت کثرت سے تقسیم کئے جاسکتے ہیں اور انہیں ایسے علاقوں میں پہنچایا جاسکتا ہے جہاں کے لوگ سلسلہ کے نام تک سے بھی واقف نہ ہوں۔ میرا ارادہ ہے پہلا اشتہار کل تک لکھ دوں۔ جو فروری کے شروع میں شائع ہو سکے گا۔ اشتہارات کی تقسیم کے متعلق اگرچہ پہلے بھی جماعتوں نے نام لکھائے ہوئے ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ پھر غور کرکے ہر جماعت اپنے لئے اتنی تعداد مقرر کر لے جسے آسانی کے ساتھ ہر ماہ باقاعدہ تقسیم کر سکے۔ اس کے علاوہ دوست مجھے ان مضامین سے آگاہ کریں جن کے متعلق وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے علاقہ میں ضرورت ہے۔ ممکن ہے بعض علاقوں میں کسی خاص مضمون پر لکھنے کی ضرورت ہو جس کا مجھے پتہ نہ ہو کیونکہ میں تو باہر نہیں جاتا اگرچہ دوستوں کے خطوط اور ملاقاتوں وغیرہ سے مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کچھ حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں پھر بھی انسان محتاج ہے اس لئے جو دوست باہر تبلیغ کرتے ہیں وہ مجھے لکھیں کہ کن مضامین پر اشتہار ضروری ہیں؟ میرے خیال میں تو یہ امر بہت ضروری ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو یہ بتایا جائے کہ ہمیں کسی آنے والے کی احتیاج ہے۔ پہلے تو لوگ یہ کہتے تھے۔ چونکہ حضرت مسیحؑ نے آسمان سے آنا ہے اس لئے کسی اور کی ضرورت نہیں مگر اب وہ زمانہ آیا ہے کہ کہتے ہیں رسول کریم ﷺ کے بعد ہمیں

کسی کی بھی ضرورت نہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی مسائل ہو سکتے ہیں۔ پس احباب مجھے اطلاع دیں تا ایک پروگرام کے ماتحت کام شروع کیا جاسکے۔ اس کے علاوہ میرا ارادہ ہے کہ کچھ اشتہار عورتوں کو مذہب اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرنے کے لئے شائع کئے جائیں اور ان اشتہارات کا بوجھ سلسلہ کی عورتیں اٹھانے کی کوشش کریں اور ہر شہر کی احمدی مستورات ایسے اشتہارات منگوا کر پڑھی لکھی عورتوں میں تقسیم کریں تا عورتوں کے اندر جو دہریت کی رَو چل رہی ہے اس کا مقابلہ کیا جائے۔

تیسرے میرا ارادہ طالب علموں میں اشتہارات شائع کرنے کا ہے تا ان کے اندر الحاد اور دہریت کی پیدا شدہ رَو کو روکا جاسکے۔ پچھلے ایک خطبہ میں میں نے کہا تھا لاہور کے کالجیٹ طلباء میں ہر ماہ ایک اشتہار تقسیم کرنے کا خرچ تقریباً ۲۵ روپے ماہوار ہو گا۔ اس پر ایک دوست نے لکھا ہے میں اس کے لئے ۲۵ روپے ماہوار دیتا رہوں گا۔ مگر چونکہ ضرورت ہے کہ دوسرے علاقوں کے طلباء کے لئے بھی انگریزی وغیرہ دوسری زبانوں میں ایسے اشتہار تقسیم ہوں اس لئے جو دوسرے دوست اس کار ثواب میں حصہ لینا چاہیں وہ شریک ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ میرا ارادہ ہے کچھ اشتہار ادنیٰ اقوام کے لئے شائع کئے جائیں جن میں انہیں بتایا جائے کہ ان کی نجات اسلام میں آنے سے ہی ہو سکتی ہے تا ان کے اندر بھی بیداری پیدا ہو۔

پانچویں قسم کے اشتہارات ہندوؤں میں شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ ہندوؤں میں ابھی تبلیغ کی بہت ضرورت ہے۔ یوپی، بہار، مدراس اور گجرات وغیرہ علاقوں میں ہندوؤں کے اندر ہندی، تامل، مرہٹی اور انگریزی وغیرہ زبانوں میں اشتہار تقسیم کئے جائیں تا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرشن ہونے کی نسبت سے جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے وہ پوری ہو سکے۔ پس دوست جس مضمون سے دلچسپی رکھتے ہوں اس کے متعلق مفید مشورہ یا امداد سے دفتر نظارت دعوۃ و تبلیغ کو اطلاع دیں

(الفضل ۵ فروری ۱۹۳۱ء)